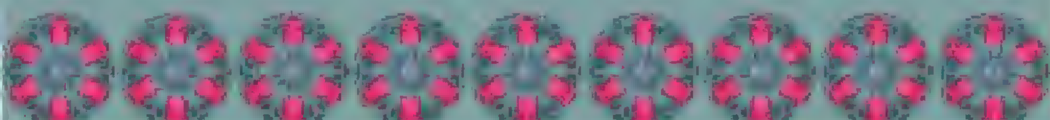
سلسلہ اصلاحی مجالس

گناہوں کے نقصانات

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم



سلسلہ اصلاحی مجالس

گناہوں کے نقصانات

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

بانی: مرکز فہمِ دین، جامع مسجد بیت السلام
ڈیفنس فیز 4، کراچی

مکتبہ فہمِ دین (وقف)

- نام کتاب: گناہوں کے نقصانات
- وعظ: حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم
- تاریخِ طبع: (طبع ثانی) جمادی الثانیہ/۱۴۲۹ ہجری
- تعداد: ۱۱۰۰
- ناشر: مکتبہ فہمِ دین (وقف) ڈیفنس فیز۴



ملنے کا پتہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف) نزد جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس فیز۴۔کراچی

فون: 2029184 - 021-4255122

www.fahmedeen.org

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَ بِہٖ﴾ (سورۃ النساء:١٢٣)

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی :

﴿مَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجْزٰی اِلَّا مِثْلَھَا﴾ (سورۃ المؤمن:٤٠)

﴿وَ مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ﴾ (سورۃ الشوریٰ:٣٠)

وَقَالَ تَعَالٰی :﴿وَ لَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ﴾ (سورۃ فاطر:٤٣)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیو اور امت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنوں!

انسان کے جسم کے اندر دو قسم کی زندگیاں ہیں۔ایک جسے ہم ظاہری زندگی

کہتے ہیں اور دوسری جسے باطنی زندگی کہا جاتا ہے۔یا یوں کہئے کہ چلتے پھرتے جسم کے اندر دو قسم کے انسان ہیں، ایک باہر کا انسان ہے اور ایک اندر کا انسان ہے۔باہر کے انسان کی اپنی غذا، اپنی صحت، اپنا علاج، اپنی دوائیں اور اپنے انداز سے موت اس پر واقع ہوتی ہے۔اسی طرح ایک اندر کا انسان ہے، اس کی غذائیں بھی الگ ہیں، اس کی صحت بھی الگ ہے، اس کی دوائیں بھی الگ ہیں اور اس کی موت بھی الگ ہوتی ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ اندر کے انسان کی مثال شہسوار کی سی ہے اور باہر کے انسان کی مثال سواری کی سی ہے۔زندگی کی گاڑی صحیح رخ پر منزلِ مقصود کی جانب تب ہی چلے گی جب سوار مضبوط ہو، صحت مند ہو، زندہ اور بیدار ہو۔ایسی صورت میں وہ مریل سواری کو بھی کہیں نہ کہیں پہنچا دے گا، ظاہری انسان کتنا ہی کمزور ہو وہ اسے بھی منزل تک پہنچا ہی دے گا۔

اور اللہ نہ کرے شہسوار ہی بیمار ہو، وہی مغلوب ہو چکا ہو یا وہی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہو، اس پر ہی موت واقع ہو چکی ہو تو پھر سواری کسی کام کی نہیں ہوتی، ہاں میرے دوستو! اصل تو اندر کا انسان ہے جب وہ ہی مر گیا تو پھر یہ ظاہری انسان کسی کام کا نہیں ہوتا، یہ ایک حقیقت ہے۔

اللہ کی نافرمانی سے روحانی موت واقع ہوتی ہے

تو اندر کا انسان مرتا ہے اللہ کی نافرمانی سے، اس پر موت واقع ہوتی ہے اللہ کی نافرمانی سے، اس کے اندر کمزوری آتی ہے اللہ کی نافرمانی کرنے سے، اس پر فالج

جاتا ہے اللہ کی نافرمانی کرنے سے۔ یہ فالج اگر انسانی جسم پر گر جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، یہ ایک ناسور ہے جب تک اسے کاٹا نہیں جاتا تو خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں سارے جسم کو نہ لے ڈوبے۔ اسی طرح گناہ باطنی زندگی کے ناسور ہیں، ایمانی زندگی کے ناسور ہیں۔

گناہوں کا واحد علاج

ان کا علاج اور حل یہی ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے، ابتداءً گناہ کی جو شروعات ہوتی ہے، اس کی حیثیت ایک کچے دھاگے کی سی ہوتی ہے کہ کچا دھاگا ایک بچہ بھی توڑ دے گا، لیکن رفتہ رفتہ جب اس کی عادت مضبوط ہوتی ہے تو پھر وہ جہاز کے لنگر کی سی کیفیت اختیار کر لیتا ہے، پھر ہلانے سے بھی نہیں ہلتا۔ عادت ایسی پختہ ہو جاتی ہے کہ آدمی کے اندر گناہ کی لذت محسوس کرنے کا وقت گزر چکا ہوتا ہے لیکن وہ گناہ چھوٹتا نہیں ہے۔ لذت نہیں رہی، اب اسے گناہ کے اندر مزہ نہیں آ رہا لیکن عادت ایسی پختہ ہوگئی ہے کہ چھوٹ نہیں رہی۔ بسا اوقات یہ سلسلہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ اس کے روحانی، اس کے اندر کے انسان پر مکمل موت واقع ہو جاتی ہے۔

آپ نے درختوں پر بیل دیکھی ہوگی، جب وہ درخت پر چڑھتی ہے تو درخت کی نشو ونما رک جاتی ہے، اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اصل درخت اور اصل پودا سوکھنے لگتا ہے۔ اسی طرح جب یہ گناہ اسے گھیر لیتے ہیں تو پھر اس کی ایمانی زندگی خشک ہونے لگتی ہے، اس کی ترقی رک جاتی ہے، اس کی ہری پتیاں سوکھ جاتی ہیں، اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسے مکمل طور پر کاٹنا پڑتا ہے۔

انسان کا سب سے بڑا اندرونی مرض

اسی طرح میرے دوستو! اندر کے انسان کا سب سے بڑا مرض اللہ پاک کی نافرمانی ہے، یہ اندر کی زندگی کے لئے ایک زہر ہے، زہر چاہے کتنی ہی عقل مندی سے کھایا جائے یا کتنی ہی نادانی اور جہالت سے کھایا جائے وہ اپنا اثر ضرور بہ ضرور دکھاتا ہے، اس کا نتیجہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔

گناہوں کی سزا زندگی میں بھی ملتی ہے

خدا کی قسم جس طرح سورج نکلنے کے بعد دن کا آنا یقینی ہے، اس سے بھی کہیں زیادہ یقینی بات ہے کہ اگر گناہ کیا جائے تو وہ اپنا اثر زندگی میں ضرور دکھاتا ہے، زندگی میں ضرور اس کی سزا ملتی ہے۔

عدل وانصاف فقط حشر پر موقوف نہیں ہے زندگی بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے، ہاں آدمی دیکھتا ہے کہ اسی زندگی کے اندر اسے گناہوں کی سزا ملنا شروع ہو جاتی ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ (سورۃ النساء:۱۲۳)

''جو کوئی برا کام کرے گا، اس کی سزا پائے گا۔''

گناہ کرو گے تو ان کی سزا ملے گی۔

اللہ رب العزت کی تنبیہ

اللہ کے اس معاملے میں مختلف انداز ہیں وہ حکیم ہے۔ بسا اوقات بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اللہ اسے تنبیہ کرتا ہے، کوئی سزا ملی کوئی بیماری آئی، کوئی نقصان ہوا تو

فوراً یہ شخص متنبہ ہوگیا کہ مجھ سے کہیں گناہ ہوا ہے۔

خدائی تنبیہ کا پہلا انداز

تجربہ کرلیں کہ بعض لوگوں کو دین سے اتنا تعلق نہیں ہوتا لیکن وہ جھوٹ نہیں بولتے، ان سے پوچھا جائے کہ جھوٹ کیوں نہیں بولتے، تو ان کا کہنا ہوتا ہے کہ جب بھی ہم کوئی جھوٹ بولتے ہیں تو ہمیں نقصان ہوجاتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ اسے گناہ کی وجہ سے اللہ تنبیہ کررہا ہے، سزا کے ذریعے تنبیہ ہوتی ہے تو وہ فوراً متنبہ ہوجاتا ہے۔ بعض خوش نصیب لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں فوراً احساس ہونے لگتا ہے کہ آج مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

”جب بھی میں اپنی بیوی میں، اپنے غلام میں، اپنی سواری میں کوئی کوتاہی دیکھتا ہوں، کوئی حکم عدولی دیکھتا ہوں تو فوراً سمجھ لیتا ہوں کہ آج مجھ سے کہیں اللہ کی نافرمانی ہوچکی ہے۔“

یہ تنبیہ کا خدائی انداز ہوتا ہے۔

خدائی تنبیہ کا دوسرا انداز

دوسرا انداز یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے مہلت ملتی ہے، عذاب میں تاخیر ہوتی ہے۔ اس نے گناہ جوانی میں کیا ہوا ہوتا ہے، سزا اسے بڑھاپے میں ملتی ہے، پھر یہ روتا ہے کہ پتہ نہیں مجھے کیوں ستایا جارہا ہے، ارے میاں! جوانی کے گناہ آج اپنے نتائج دکھا رہے ہیں۔ جوانی میں اللہ کو ناراض کیا، بڑھاپے میں اسی کا مال، اسی کی بیوی

اسی کی اولاد، سب اس کے خلاف ہوجاتے ہیں۔ کیا یہ کم عذاب ہے کہ بڑھاپے کے اندر جس وقت اولاد کی خدمت کی بھی ضرورت ہے، بیوی کی خدمت کی بھی ضرورت ہے، وہ دونوں نافرمان بن جائیں۔ پھر یہ کہتا ہے کہ یہ کیوں ہورہا ہے؟ (اللہ کرے احساس پیدا ہوجائے۔)

ارے میاں! جوانی میں گناہ کیا تھا، سزا اب مل رہی ہے، اللہ نے ڈھیل دے رکھی تھی۔ ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ ہاں اللہ کی سنت یہی ہے کہ سزا ملتی ہے۔ چاہے وہ ڈھیل سے ملے۔ کرتا رہتا ہے گناہ، کرتا ہی رہتا ہے، اور ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ گناہوں سے توبہ نہیں کرتا لیکن گناہ بھی چھوڑ چکا ہوتا ہے پھر اللہ کی طرف سے پکڑ آتی ہے، اب یہ حیران و پریشان کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔

ارے اپنے ماضی پر نظر تو کرو! تم نے کہاں کہاں اللہ کو ناراض کیا ہے۔ آج اسی کی سزا مل رہی ہے۔

خدائی تنبیہ کا تیسرا انداز

تیسری صورت اللہ کی طرف سے یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی طرف سے خفیہ تدبیر ہوتی ہے۔ (اللہ اکبر) یہ بہت خطرناک ہے کہ یہ گناہ کررہا ہے، اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر چلا رہا ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ﴾

(سورۃ الانعام:۴۴)

”پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔“

یہ خوب اللہ کی نافرمانیاں کر رہا ہے، اور اللہ کی طرف سے نعمتوں کے دروازے کھل چکے ہیں۔ عہدے بھی مل رہے ہیں، عزتیں بھی مل رہی ہیں، اولاد بھی جوان ہے، کاروبار بھی بہت اچھا ہے، آمدنی بھی بہت اچھی ہو رہی ہے، منافع بھی روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ نے نعمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، اب اسے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ اللہ کی نافرمانی کی جائے اور پکڑ نہ ہو، ایسا نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی جانب سے پکڑ ضرور ہوتی ہے، ہاں انداز مختلف ہوتے ہیں۔ کبھی تنبیہ ہوتی ہے، کبھی مہلت ملتی ہے اور کبھی اللہ کی طرف سے یہ خفیہ تدبیر چلتی ہے کہ ٹھیک ہے اسے اور چلنے دو، اسے اور مزے اڑانے دو۔

اس لئے میرے دوستو! یہ معاملہ بہت خطرناک ہے کہ اللہ کی نافرمانی بھی ہو رہی ہے، ناجائز آمدنی کا سلسلہ بھی چل رہا ہے، حرام ذرائع کا استعمال بھی ہو رہا ہے، دوسروں کی دولت کی لوٹ کھسوٹ بھی جاری ہے، بددیانتی بھی کر رہا ہے، غیروں کے حقوق بھی ضائع کر رہا ہے اور پھر بھی نعمتوں کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ تو غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ یہی تو اللہ کی طرف سے خفیہ تدبیر ہے۔

ایک عام غلط فہمی

اصل میں ہم جیسے بہت سے نادانوں کو تو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ میں اتنا نیک ہوں اور فرمانبردار بننے کی کوشش میں لگا ہوا ہوں پھر بھی مصائب آ رہے ہیں اور اللہ کا نافرمان اپنی نافرمانی کے باوجود مزے کر رہا ہے۔ ارے وہ مزے نہیں کر رہا بلکہ وہ تو اللہ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ تو اللہ کا معاملہ بہت خطرناک ہے۔ وہ

قابل رشک نہیں ہے بلکہ وہ تو اور زیادہ افسوس ناک معاملے کے اندر ہے کہ سارے غلط کام کر رہا ہے اور پھر بھی نعمتوں کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے تو یہ اللہ کا خفیہ معاملہ ہے۔ ایسے شخص کی جب موت آتی ہے تو اسے سنبھلنے کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔ اور ہم نے جو اللہ کی فرمانبرداری شروع کی ہے، پھر بھی اللہ ہم پر مصائب بھیج رہا ہے تو یہ ہمارے گناہوں کی معافی کے سلسلے میں ہو رہا ہے۔

اللہ کی نافرمانی کا سب سے بڑا نقصان

اس لئے میرے عزیزو! اللہ کی نافرمانی کے نتائج اس دنیاوی زندگی میں آدمی ضرور دیکھتا ہے۔ سب سے بڑا نقصان اسے یہ ہوتا ہے کہ ایسا آدمی احسان فراموش بن جاتا ہے، اللہ کا دیا ہوا رزق کھاتا ہے اور اس کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے ، اللہ کی دی ہوئی چیزیں استعمال کرتا ہے اور اسکے احکامات سے منہ موڑتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا واقعہ

ایک نوجوان حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ تعالی کے پاس آیا اور کہا حضرت! اللہ سے ڈر بھی لگتا ہے لیکن گناہ بھی نہیں چھوٹتے، کوئی ایسی تجویز دے دیں یا کوئی ایسی تدبیر بتا دیں کہ گناہ بھی کرتا رہوں اور اللہ کی پکڑ سے بھی بچ جاؤں (اللہ والے بھی بڑے شفیق ہوتے ہیں مخلوق خدا پر) تو حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ نے اس نوجوان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے قریب کیا اور اس سے فرمایا: بیٹے! چند تجویزیں دیتا ہوں ان پر عمل کر لو تمہارا مطلوب تمہیں حاصل ہو جائے گا، نوجوان نے کہا: ضرور بتائیں۔

پہلی تجویز

آپ نے فرمایا: بیٹے پہلی تجویز یہ ہے کہ ایسی جگہ زندگی گزارو جہاں اللہ نہ دیکھ رہا ہو۔ اس نے کہا: حضرت یہ تو نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ وہ ذات ایسی ہے کہ غفلت کے سارے دروازے اس نے پہلے سے ہی بند کر دیئے ہیں۔

اللہ اپنی مخلوق سے غافل نہیں

آدمی اگر غافل ہوجائے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو اللہ نے اسے خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ رَبَّکَ لَبِا الْمِرْصَادِ ﴾ (سورۃ الفجر:١٤)

بے شک تیرا رب تو گھات میں لگا ہوا ہے۔

انسان غافل ہوتا ہے کہ میری حرکتوں کو کوئی نہیں جانتا، تو اللہ پاک اسے مخاطب کرکے کہتے ہیں:

﴿یَعْلَمُ خَا ئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ﴾ (سورۃ المؤمن:١٩)

''وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں۔''

ارے! اللہ تیری آنکھوں کی خیانت سے بھی واقف ہے، اور تیرے دل کی تصویروں سے بھی واقف ہے۔

اللہ ہر ایک کے ساتھ ہے

انسان غافل ہوتا ہے کہ میں اکیلا ہوں کمرے میں، اندھیرے میں اکیلا ہوں، کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا، اللہ نے اسے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ

﴿هُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ﴾ (سورۃ الحدید:٤)

اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔

اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے

پھر انسان غافل ہوتا ہے کہ میرا کون کیا کر لے گا، مجھے کوئی سزا نہیں دے سکتا، میرا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، میں طاقتور ہوں، مجھے تو گناہ پر پوری قدرت حاصل ہے، اللہ نے اسے بھی خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ﴾ (سورۃ ھود:١٠٢)

''بے شک اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔''

پھر مزید خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ﴾ (سورۃ الفجر:١٣)

''سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔''

تو اللہ پاک اپنے عذاب کا کوڑا بھیج دیا کرتے ہیں۔ یہ جو کچھ تمہیں نظر آرہا ہے، یہ تو اس کا ڈھیل کا معاملہ ہے یہ تو اس کی خفیہ تدبیر ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا درست استعمال کیجئے

میرے دوستو! اب اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا درست استعمال کریں۔ انہیں اللہ کی نافرمانی والے کاموں میں استعمال ہونے سے بچائیں، اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو کیا ہوگا کہ اللہ پاک اپنے عذاب کا کوڑا بھیج دیں گے۔

ارے نافرمانی کرنے والو! جو اللہ دینا جانتا ہے وہ چھیننا بھی جانتا ہے۔ اللہ نے صحت دے رکھی ہے، اسے نا فرمانی میں استعمال کر رہے ہیں ۔ اللہ نے آنکھیں دے رکھی ہیں، انہیں اللہ کی نافرمانی میں استعمال کر رہے ہیں۔

ارے! اللہ نے جو صحت دے رکھی ہے وہ اس سے محروم بھی کر سکتا ہے۔

ارے! اللہ نے شباب دے رکھا ہے تو نافرمانی کرنے والو! اللہ اسی شباب کے اندر موذی امراض بھی پیدا کر سکتا ہے۔

ارے! اللہ نے اولاد دے رکھی ہے تو جو اللہ اولاد دے سکتا ہے وہ اسے واپس لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔

ارے! جس اللہ رب العزت نے عزت بھری روزی دے رکھی ہے، وہ اللہ اس سے محروم بھی کر سکتا ہے۔ جس اللہ نے معاشرے اور سوسائٹی میں عزت والا رکھا ہوا ہے، وہی اللہ گھر بیٹھے ذلیل بھی کر سکتا ہے۔

دوسری تجویز

حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا: بیٹے پھر دوسری تجویز سن لو۔ ایسا کرو کہ اس اللہ کا کھانا پینا چھوڑ دو، نہ کھاؤ گے نہ اس کی بات ماننا ضروری ہوگی۔ اس نے کہا: حضرت یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اسی کا کھاتے ہیں، اسی کا پیتے ہیں، نہ جانے ایک گھڑی کے اندر اللہ پاک کی عطا کردہ کتنی نعمتیں استعمال کرتے ہیں۔

تیسری تجویز

آپ نے کہا: بیٹے پھر ایسا کرو کہ موت کا فرشتہ آئے تو اس وقت یہ کہہ دینا

تھوڑی سی مہلت دے دو تا کہ میں توبہ کرلوں۔ اس نے کہا حضرت! یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو اس کے اندر ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہوتی۔

﴿اِذَا جَـآءَ اَجَـلُهُـمْ فَلَا يَسْتَـاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾
(سورۃ یونس:۴۹)

''جب ان کا معین وقت آپہنچتا ہے تو (اس وقت) ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔''

آدمی بازار جاتا ہے، پتہ نہیں کتنے منصوبے بنا کر اور وہاں سے اس کی لاش واپس آتی ہے۔ نہ جانے دماغ میں اس نے کیسے کیسے منصوبے سوچ رکھے ہوتے ہیں اور اللہ کا فرشتہ اس پر ہنس رہا ہوتا ہے کہ اس کا کفن تو بازار میں آچکا ہے اور اس کی تدبیریں دیکھو۔

تو اس نوجوان نے کہا کہ حضرت! یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

آپ نے کہا: بیٹے پھر ایسا کرلو کہ جب موت آجائے اور قبر میں چلے جاؤ اور منکر نکیر آئیں تو وہاں انہیں یہ کہہ دینا کہ تم اندر نہیں آسکتے۔ اس نوجوان نے کہا: حضرت! یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ نے کہا: بیٹے! پھر جب تیرے خلاف دفعہ لگ جائے اور تیرے لئے جہنم کی سزا تجویز ہو جائے تو پھر تم کہنا کہ میں جہنم میں نہیں جاتا۔ اس نوجوان نے پھر کہا کہ حضرت! یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

احسان فراموشی اچھی چیز نہیں

حضرت نے جب یہ دیکھا کہ اب نوجوان کے دل کی زمین سازگار ہے تو فرمایا کہ جس اللہ کے ہم اتنے محتاج ہیں، اس رب کی نافرمانی کرتے ہوئے ہمیں حیا کیوں

نہیں آتی؟ اتنی احسان فراموشی بھی تو اچھی نہیں ہوتی۔ وہ نوجوان فوراً کہنے لگا حضرت میں آج آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ تو میرے دوستو! اللہ کا کھائیں اور اسی کی نافرمانی کریں، یہ بہت بڑی احسان فراموشی ہے، بہت بڑی احسان فراموشی ہے۔

گناہوں کے سبب برکت اٹھالی جاتی ہے

میرے دوستو! جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ گناہ کرے اور اس کی سزا نہ پائے، اسے اپنے گناہ کی سزا ضرور ملتی ہے۔ فوراً ملے یا کچھ عرصے کے بعد مگر ملتی ضرور ہے۔

اس کے گناہوں کا دوسرا وبال اس پر یہ آتا ہے کہ اس کی احسان فراموشی کی وجہ سے اللہ کی طرف سے جو نعمتوں کا سلسلہ جاری تھا، اللہ اس کے اندر سے برکت نکال لیتا ہے۔ ایک ہے نعمتوں کا آنا اور ایک ہے اس کے اندر سے برکتوں کا نکالا جانا، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اللہ پاک نے زندگی دی، برکت نکال لی۔ اللہ پاک نے اولاد دی، برکت نکال لی، اولاد فرمانبردار نہیں رہی۔ دولت جو راحت کی چیز تھی کہ اس سے سکون حاصل ہوسکتا تھا، اس سے اس کی آخرت بھی بن سکتی تھی، اللہ پاک اس کے اندر سے برکت کو نکال لیتے ہیں۔ شوہر جو بیوی کے لئے سکون کا سامان تھا، اللہ پاک اس کے اندر سے برکت کو نکال لیتا ہے۔ گھر جہاں بندہ آرام کرتا ہے، اللہ پاک اس گھر سے برکتیں نکال لیتا ہے۔ کاروبار جس سے اس کے کام بنتے تھے، اسی کاروبار سے اللہ پاک برکتیں نکال لیتا ہے، وہ چیزیں اپنی شکل وصورت کے اعتبار سے نعمتیں نظر آتی ہیں لیکن اس گناہ کی نحوست اور احسان فراموشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان چیزوں

کے اندر سے، ان نعمتوں کے اندر سے برکتیں نکال لیتا ہے۔

کثرت تو آج بہت ہے، برکت نہیں ہے، گنتی تو بہت ہے لاکھوں آرہے ہیں، کروڑوں آرہے ہیں لیکن اللہ نے اس مال کے اندر سے برکت کو اٹھا دیا ہے۔ جوان بیٹے ہیں برکت نہیں ہے، کسی کام کے نہیں ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ نہ ہوتے تو اچھا تھا۔ یہ کیا ہے؟ یہ اللہ نے گناہ بھری زندگی کی نحوست سے ان کی زندگی سے برکتیں نکال دی ہیں۔

اللہ یہ احساس نصیب فرمادے کہ یہ میری گناہ بھری زندگی کے نتائج ہیں۔ یہ میرے اپنے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے۔

اپنے گناہوں پر نظر کیجئے

اب تو شیطان اس سوچ کی طرف بھی نہیں لے کر جاتا، اب سوچ کیا بنتی ہے؟ کسی کی نظر لگ گئی ہے، کسی کی نظر لگ گئی ہے، یعنی یہ اپنے آپ کو بہت پارسا سمجھتا ہے کہ میرے اندر تو کوئی کمزوری ہے ہی نہیں، جس کی وجہ سے اللہ پاک مجھ سے نعمتیں چھین لے۔ کسی کی نظر لگ گئی ہے، میں بڑا باکمال ہوں یا کبھی یوں کہتا ہے کہ کسی نے بندش کردی ہے یا یوں کہتا ہے کسی نے کچھ کردیا ہے۔ ادھر توجہ نہیں جاتی کہ یہ میرے گناہوں کا وبال ہے، ادھر نظر نہیں جاتی جس کے بارے میں اللہ کہہ رہا ہے کہ

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾

”جو کوئی برا کام کرے گا، اس کی سزا پائے گا۔“

سزا مل رہی ہے گناہ کی، ادھر نگاہ نہیں جاتی، اُدھر خیال بھی نہیں جاتا۔

بے سکونی کا سبب اللہ کی نافرمانی ہے

میرے دوستو! گناہ بھری زندگی کے اندر برکتیں نہیں آسکتیں، گناہ والی زندگی کے اندر سکون نہیں آسکتا۔ آپ نے بوفے سسٹم دیکھا ہے۔ کھانے کو گرم رکھنے کے لئے آگ جلائی جاتی ہے، بتی لگائی جاتی ہے، تو جب بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے بے چین رکھنے کے لئے اس کے اندر ایک بتی جل جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ اسے گرم رکھتی ہے۔ یہ باہر کتنے ہی سکون کے اسباب پیدا کرلے، صحت کے حالات پیدا کرلے، خوشگوار ماحول بنالے، پرفضا ماحول کے اندر چلا جائے لیکن اندر کی بتی اسے کہاں سکون سے رہنے دیتی ہے جسے اس نے گناہ کی وجہ سے تیل دے رکھا ہے۔ پھر کبھی یہ بتی اس کی بیوی بنتی ہے، کبھی بتی اس کے لئے اس کی اولاد بنتی ہے، کبھی بتی اس کے لئے اس کا کاروبار بنتا ہے، کبھی بتی اس کے لئے اس کے رشتے دار بنتے ہیں، کبھی بتی اس کے لئے اس کا خاندان بنتا ہے، کوئی نہ کوئی اس پر بتی بن کر مسلط رہتا ہے، یہ نہیں بجھتی۔ آپ لاکھ تدبیریں کرلیں لیکن یہ بتی جلتی رہے گی۔

گناہوں کی بتی بجھانے کا طریقہ

ہاں اسے بجھانا ہے تو اللہ کی نافرمانی سے توبہ کرنا ہوگی، ان گناہوں کو چھوڑنا ہوگا، ایک بھی گناہ کبیرہ موجود رہے گا تو بتی جلتی رہے گی۔ آدمی یہ سمجھتا ہے کہ میرا یہ کام ہوگیا تو بتی بجھ جائے گی۔ ارے نہیں بجھتی۔ یہ کام ہوگیا تو میری پریشانی ختم نہیں بلکہ جب تک بتی کو تیل ملتا رہتا ہے وہ جلتی رہتی ہے۔

باطنی بیماریوں کا علاج سچی توبہ ہے

اس لئے حل یہ ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانیوں سے توبہ کریں، اپنا محاسبہ کریں، کہاں کہاں اللہ کی نافرمانی ہورہی ہے، اور اللہ کتنا کریم ہے کہ جیسے ظاہری جسم کی صحت کے لئے اللہ نے کوئی نہ کوئی دوا دنیا میں ضرور بھیجی ہے (یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگوں کی ان تک رسائی نہ ہوئی ہو) اسی طرح اللہ نے باطنی بیماریوں کے لئے بھی تریاق، علاج اور دوا پیدا کی ہے، باطنی بیماریوں کے علاج کے لئے اللہ پاک نے فرمایا کہ گناہوں کا تریاق اور ان کا علاج یہ ہے کہ سچی توبہ کی جائے، اس کا علاج سچی توبہ ہے۔ کوئی بندہ سچے دل سے دماغ میں یہ رکھ کر کہ یہ کام دوبارہ نہیں کروں گا توبہ کرلے، تو اسے محسوس ہوگا کہ جیسے بتی بجھ گئی ہے، یقیناً وہ یہ محسوس کرے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پورے عزم کے ساتھ سارے گناہوں سے توبہ کرلے تو وہ فوراً اپنے دل میں ایک ٹھنڈک محسوس کرے گا۔ یہ اس توبہ کا فوری بدلہ ہے۔

بے سکون زندگی کا سبب

میرے دوستو! یہ گناہ ہی ہماری زندگی کی بے سکونی کا سب سے بڑا سبب ہیں۔ ہم حالات کا رونا روتے ہیں، اپنی پریشانیوں کے تذکرے کرتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ اللہ رب العزت نے پریشانیوں کا جو سب سے بڑا سبب بتایا ہے اس سے جان چھڑائیں، اپنے گھروں سے اس کو نکالیں، اپنی زندگیوں کو اس سے پاک کریں، اپنے کاروبار اور ماحول کے اندر جہاں تک ہم سے بن پڑے کاروبار کو گناہوں سے پاک کریں، جب تک یہ نہیں ہوگا تو کوئی نہ کوئی بتی جلتی رہے گی۔ اس لئے اس کا

علاج یہ ہے کہ بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر سچی توبہ کرے اور عزم کرے کہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔

توبہ کرنے کے انعامات

حدیثِ رسول ﷺ کا مفہوم ہے کہ جب بندہ گناہ بھری زندگی سے توبہ کرتا ہے تو اللہ پاک اسے تین نعمتیں نصیب فرماتے ہیں۔ پہلی نعمت اللہ اسے یہ نصیب فرماتا ہے کہ بغیر خاندان کے، بغیر نسب کے، بغیر قبیلے کے، بغیر کسی عہدے اور منصب کے اللہ پاک اسے عزت نصیب فرماتا ہے، اور فرمایا کہ دوسری نعمت اللہ اسے یہ نصیب فرماتا ہے کہ بغیر کسی ہم نشین کے بغیر کسی ساتھی کے اللہ اسے دل کا سکون نصیب فرماتا ہے اور تیسری نعمت اللہ اسے یہ نصیب فرماتا ہے کہ بغیر مال کے اللہ اسے غنی بنا دیتا ہے، یعنی دل کا غناء عطا فرما دیتا ہے۔ درحقیقت یہی تینوں چیزیں ہی تو سب کچھ ہیں، جن کے لئے ہم دوڑ دھوپ کر رہے ہیں کہ عزت مل جائے، کتنے پاپڑ بیلے جاتے ہیں، اس مصنوعی عزت کو حاصل کرنے کے لئے لیکن ملتی پھر بھی نہیں، اس لئے کہ جو ظاہری چاپلوسی ہوتی ہے وہ عزت نہیں ہوتی۔

حقیقی عزت کیا ہے؟

عزت تو وہ ہوتی ہے، جو دل سے ہوتی ہے اور وہ صرف اللہ کے نیک بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ دولت کی بنیاد پر جو عزت کی جائے وہ چاپلوسی ہوتی ہے، سامنے مسکراہٹ سے ملیں گے پیچھے آپ کو گالیاں دیں گے، اصل عزت وہ ہوتی ہے جو دل سے ہوتی ہے اور یہ اللہ پاک اپنے نیک بندے کو ہی نصیب فرماتے ہیں۔ تب ہی تو

بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ساری زندگی ایک اللہ والے کو کسی نے نہیں دیکھا ہوتا لیکن اس کا دل اس اللہ والے کی عزت سے بھرا پڑا ہوتا ہے۔

دوسرا انعام یہ ہے کہ اللہ پاک دل کا سکون نصیب عطا فرماتا ہے، قلبی سکون اور چین۔

تیسری نعمت یہ کہ اللہ پاک دل کا غنا عطا فرماتا ہے۔

آج گناہ بھری زندگی میں ان تینوں چیزوں سے ہر انسان محروم ہے۔ ہر وقت اسے ذلت کا خطرہ لگا ہوا ہے، ہر وقت حرص کی بیماری لگی ہوئی ہے، دولت بہت ہے لیکن اندر سے فقیر ہے، اور بے سکونی کا تو کیا کہنا۔ چونکہ گناہ بھری زندگی ہے، اس لئے یہ تینوں چیزیں بھی ہیں، اور اگر گناہوں سے توبہ کریں گے تو اللہ اس دنیا کے اندر یہ ساری نعمتیں نصیب فرمائے گا۔ میرے دوستو! اللہ رب العزت نے تو ہمیں دنیا کے اندر اس لئے بھیجا ہے کہ ہم سکون بھری زندگی گزاریں، اس لئے ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیا کریں۔

علاج کے ساتھ پرہیز ضروری ہے

میں پھر عرض کر رہا ہوں کہ آج جب کوئی آدمی دین کی طرف متوجہ ہوتا بھی ہے تو وہ کچھ نیکیاں تو ضرور کر لیتا ہے لیکن گناہ نہیں چھوڑتا۔ اب جب گناہ نہیں چھوڑتا تو اس کی زندگی کے حالات نہیں بدلتے، اس کے دل کی کیفیت نہیں بدلتی۔ وہ کہتا ہے، بھائی جب میں نیکیاں نہیں کر رہا تھا تب بھی یہی حال تھا، اور اب نیکیاں کر رہا ہوں تب بھی یہی حال ہے۔ کوئی ان سے کہے کہ ارے میاں! تم نے علاج ہی

کہاں کیا ہے؟ تم نے تھوڑی بہت دوا کھائی ہے۔ پرہیز تو بالکل بھی نہیں کر رہے، اور جب تک پرہیز نہیں کرو گے، صحت کہاں سے ملے گی؟

آدمی جب دین کی طرف راغب ہوتا ہے تو چند نیکیاں تو کر لیتا ہے لیکن بدپرہیزی مسلسل جاری رہتی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سارے وظیفے کرنے والے کا کام جب بہت زیادہ وظیفے پڑھنے کے بعد بھی نہیں ہوتا تو وہ اللہ کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ وہ اس لئے بدگمان ہوتا ہے کہ جب آدمی کا معدہ خراب ہو، اور وہ توانائی کی دوا کھا لے تو بسا اوقات آدمی اور زیادہ بیمار ہو جاتا ہے۔ سمجھدار ڈاکٹر کیا کرتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میاں طاقت کی دوائیاں نہیں کھانی، پہلے اپنے معدے کا علاج کراؤ، جب اس معدے کا علاج ہو جاتا ہے تو پھر اسے طاقت کی دوا دی جاتی ہے۔ اس لئے اصل بیماری کا علاج کیا ہے کہ پہلے گناہ چھوڑو، پھر جب دعا کرو گے تو اللہ پاک رد نہیں کرے گا۔ پھر تھوڑی سی بات بھی بن جائے گی۔

مثلاً باہر ایک پولیس والا کھڑا ہو، اور میں اس سے کہوں کہ آپ برطرف، برطرف، برطرف۔ تو کیا وہ برطرف ہو جائے گا؟ نہیں ہوگا۔ لیکن ایک عہدے اور بڑے منصب والا افسر اس سے کہے کہ میں آپ کو برطرف کرتا ہوں تو وہ سپاہی فوراً برطرف ہو جائے گا۔ میں نے کئی مرتبہ کہا تو برطرف نہیں ہوا، افسر نے ایک مرتبہ کہا تو برطرف ہو گیا۔

تقویٰ اختیار کیجئے

میرے عزیزو! بات کیا ہے؟ بات اصل میں یہ ہے کہ اس نے محنت کر کے وہ مقام حاصل کر لیا ہے کہ اس کی ایک بات سے کام بن گیا۔ آپ بھی اپنے اوپر محنت کر کے اور تقویٰ اختیار کر کے اللہ پاک کے ہاں مقام بنالو، پھر اللہ ایک ہی بات پر کام بنا دے گا، پھر کام بن جائے گا۔

میرے دوستو! گناہ بھری زندگی میں اس بات کی فکر کرنی ہے کہ نیکیاں کریں لیکن ساتھ ساتھ گناہوں کو چھوڑیں، اگر گناہوں کو نہیں چھوڑیں گے، تو پھر اللہ کے یہی تین معاملے ہیں یا تو تنبیہ کے طور پر سزا دے گا یا اللہ اس کے اندر تاخیر کرے گا یا اللہ اپنی خفیہ تدبیر چلائے گا۔ یہ فکر نہ ہو کہ میں تو گناہ کر رہا ہوں لیکن کچھ بھی نہیں ہو رہا۔

اللہ کی پکڑ کا عجیب انداز

بنی اسرائیل کا ایک بہت نیک آدمی تھا، اس نے ایک مرتبہ اللہ پاک سے عرض کیا کہ ''اے اللہ! تو کتنا کریم ہے، میں گناہ بھی کرتا ہوں اور تو پکڑ بھی نہیں کرتا'' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے اسے خبر دی کہ اللہ کہہ رہا ہے، میں پکڑ بھی کر رہا ہوں لیکن تجھے احساس بھی نہیں ہے۔ اس آدمی نے کہا: کیا پکڑ کر رہا ہے اللہ کہ مجھے پتہ بھی نہیں چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: دیکھ کیا میں نے تجھ سے تیری عبادات کی حلاوت (مٹھاس) چھین نہیں لی؟ کیا یہ کم عذاب ہے کہ تو سجدہ کرتا ہے اور تجھے لذت نہیں ملتی؟ تو سجدوں میں تلاوت کرتا ہے اور تجھے لذت نہیں ملتی۔ تو عبادت کرتا ہے اور تجھے راحت نہیں ملتی۔ کیا عبادات کی لذت سے محروم ہو جانا کم عذاب ہے؟ آج

اس کا احساس ہی نہیں ہے، کہ عبادت کی بھی کوئی لذت ہوتی ہے اور یہ بھی چھن جایا کرتی ہے۔

عبادت کی لذت کیسے ملتی ہے؟

میرے عزیزو! جس طرح سے مادی جسم کی غذائیں کھائیں، تو اس میں لذت محسوس ہوتی ہے، ایسے ہی ایمانی زندگی کی ترقی کے لئے جب غذائیں کھائی جاتی ہیں تو ان کی بھی لذت ملتی ہے۔ لیکن یہ لذت اسے ملتی ہے جو آدمی جسمانی طور سے صحت مند ہو، اسے قورمے کا اپنا ذائقہ محسوس ہوگا، بریانی کا اپنا ذائقہ محسوس ہوگا، اور آئس کریم کا اپنا ذائقہ محسوس ہوگا۔ لیکن اگر کوئی آدمی بیمار ہو تو اسے ہر چیز ہی کڑوی لگے گی، یا نزلے کا مریض ہو تو اسے مزہ ہی نہیں آئے گا، اسی طرح جب گناہ کا مرض لگ جائے تو ایمانی زندگی کی غذائیں کھاتے وقت بھی ان کی لذت محسوس نہیں ہوتی، پھر محسوس ہی نہیں ہوتا کہ سجدے کے کیا مزے ہیں، تلاوت کے کیا مزے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ان کی لذت نہیں ہے۔ نہیں ان میں لذت تو ہے مگر چونکہ میں بیمار ہوں، اس لئے اس بیماری کی وجہ سے مجھے ان میں لذت محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

نیکی اور گناہ کی پہچان کا طریقہ

میرے عزیزو! جب ایک متقی اور نیک آدمی گناہ کرتا ہے تو اسے گناہ میں لذت نہیں آتی۔ جیسے ایک باحیا بیٹا جب کہ اسے پتہ ہو کہ میرا باپ مجھے دیکھ رہا ہے تو اسے سگریٹ پینے میں مزہ نہیں آئے گا، اس کے اندر ایک بے چینی ہوگی۔ بالکل اسی طرح متقی آدمی اگر اپنے بشری تقاضے کی وجہ سے مغلوب ہو بھی جائے، تو اللہ کے دھیان کی

وجہ سے وہ بے چین رہتا ہے، اسے مزہ نہیں آتا۔ لیکن اگر کوئی آدمی بیمار پڑ جائے تو اسے مزہ آتا ہے، اگرچہ یہ مزہ تھوڑی دیر کا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی خارش کرتا ہے، تو جو آدمی خارش کا مریض نہ ہو، تو اسے خارش کرنے میں مزہ نہیں آتا لیکن جسے خارش کا مرض لاحق ہوا سے خارش کرنے میں مزہ آتا ہے۔ اسی طرح جو آدمی باطنی طور پر بیمار ہوتا ہے، اسے بھی گناہ میں کچھ لذت تو آتی ہے لیکن جو صحت مند ہوتا ہے اسے گناہ میں لذت کبھی بھی نہیں آتی۔

اب ہم خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمیں گناہوں میں لذت آ رہی ہے یا نیکیوں میں لذت آ رہی ہے۔ یہی پیمانہ ہے اپنی نیکیوں اور گناہوں کے بارے میں معلوم کرنے کا کہ میں گناہوں میں زیادہ ملوث ہوں یا میرا رجحان اور میلان نیکیوں کی جانب زیادہ ہے۔ کس کام میں لذت آ رہی ہے۔ نیکی میں یا گناہ میں؟ جس میں لذت آئے تو مطلب یہ ہے کہ اسی کام میں وہ زیادہ منہمک ہے۔ جی ہاں گناہ کرنے میں گناہ گار کو لذت ضرور آتی ہے لیکن وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے، جیسے خارش کرنے والے کو بڑا مزہ آتا ہے خارش کرنے میں، مگر تھوڑی دیر بعد کیا ہوتا ہے؟ اس کے اندر پیپ پڑ جاتی ہے، زخم بن جاتے ہیں تو بعینہ اسی طرح گناہ گار کو تھوڑی دیر بڑی لذت آتی ہے لیکن اس کے بعد پھر بستر پر تڑپتا ہے، پھر اس کی زندگی اور بے چین ہو جاتی ہے۔

سوچنے کی بات

میرے دوستو! اگر گناہوں کا معاملہ صرف آخرت کا ہوتا تب بھی بچنے کی

ضرورت تھی لیکن یہ معاملہ تو اس دنیا کی بربادی کا بھی ہے کہ گناہ والی زندگی سے آخرت تو بگڑتی ہی بگڑتی ہے، دنیا بھی بگڑتی ہے، یہاں کا سکون بھی لٹتا ہے، یہاں بھی راحت کی زندگی لُٹتی ہے۔

اس لئے میرے دوستو! کوشش یہ کریں کہ اپنی زندگی کا جائزہ لیں، کہاں کہاں گناہ ہورہا ہے، کہاں کہاں اللہ کی نافرمانی ہورہی ہے، اسے ڈھونڈ کر، اس کا کھوج لگا کر اپنے آپ کو اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ اگر سمجھ نہیں آرہا تو کسی اللہ والے سے پوچھیں کہ میری زندگی میں کہاں کہاں کمی ہے، آپ میری رہنمائی کریں تا کہ میں سچی توبہ کرسکوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی کہنے، سننے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

